فی اسود لاب کوئی امنا بیر احوال تا بکار قصہ حبیب نوازین

نگارخانۂ مصور

۱ ۲ ہ ۱ ۳

مؤلفہ

منشی محمد فیروز شاہ خان فیروز

رامپوری

باہتمام منشی ایس ابن علی مہتمم اخبار نیر اعظم مراد آباد

منشی محمد علی کے مطبع احمدی موسوم مطلع العلوم مراد آباد میں چھپا

اپریل ۱۸۹۵ء

اول مرتبہ ۱۰۰۰ جلد نمبر ۳۲ از ۱۸۹۶ء قیمت فی جلد ۳

نایاب کتب

ثریا و او حلاوہ مولوی عبد الحلیم صاحب
[illegible] لکھنوی کی تصنیف ابھی طبع ہوئی ہے
[illegible] ہندوستان میں مشہور ہے [illegible]
سوانح عمری شیطان [illegible]
[illegible] کو اندازہ لا اٹین بیان کیا [illegible]
[illegible] ی [illegible] کا قصہ [illegible] ناول [illegible]
[illegible] سلطان [illegible] والی ترکی [illegible]
[illegible]
پھول جھلیاں [illegible]
[illegible] ناول [illegible]
[illegible] الفت [illegible] ناول [illegible]
[illegible] ناول [illegible]
[illegible] کے حالات [illegible]
[illegible] حالات [illegible]
سوانح عمری [illegible] عیار معروف بہ [illegible]
[illegible] واقعات کا [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
سوانح عمری [illegible] ایک [illegible]

[illegible] عورت کی [illegible]
[illegible] یورپ [illegible] سفر [illegible] ۱۲
تاریخ جلسہ قیصری [illegible]
[illegible] پریس لاہور [illegible]
[illegible] اور علم تعبیری [illegible]
[illegible] ۵
[illegible] التواریخ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] داغ [illegible]
[illegible] داغ [illegible]
[illegible] بیابان [illegible]
[illegible] عشق کا [illegible] قصہ
[illegible] داستان [illegible]
[illegible] خطبات [illegible]
[illegible] مجموعہ [illegible] صاحب
[illegible]
[illegible] رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible]

باب [illegible]

[illegible] داستان [illegible] شروع [illegible]

سوانح عمری سلطان [illegible]

[illegible] حالات [illegible]

عصمتی پارسا کا قصہ [illegible]

مرقع [illegible] سلطان [illegible] اللہ [illegible] کے

ایک [illegible] کا [illegible]

جوان [illegible] کے [illegible]

[illegible] کالے [illegible]

انگریزی [illegible]

[illegible] کے حالات اور [illegible]

[illegible] کے حالات

سوانح عمری [illegible]

[illegible]

سوانح عمری [illegible]

[illegible]

تاریخ [illegible] عمری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تاریخ [illegible]

[illegible] تاریخی حالات [illegible]

[illegible] کا ذکر

[illegible]

فرہاد [illegible]

[illegible] داستان [illegible]

[illegible]

داستان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

سرتاج روح نام ہے رب کریم کا چوٹی عروس جاں کی ہے دنبالہ میم کا

نعت

دونوں جہاں میں بوئے محمد ہے عطر بیز کونین میں ہے تنگ نفطا ایک پھول کا

مجھے مدت سے خیال تھا کہ شیخ حسین ابن منصور حلاج کے حالات ایک رسالے میں جمع کردوں۔ جب اس خیال کی تکمیل کی غرض سے تاریخی ذخیرے پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اختلاف آرا کے سبب سے اصل معاملہ کی جانچ نہایت دشوار ہے ممکن تھا کہ ابن منصور کے زمانے سے قریب کے معتبر مورخین کی روایات اختیار کر کے اصول درایت سے کام لیا جاتا اور اسطرح ایک مسلسل قصہ مرتب ہوجاتا مگر اس میں خوف تھا کہ خوش عقیدہ گروہ جو بیشتر بعید الفہم روایات کی

بعد ب نے اعتراف لیا کہ مردوں کو زندہ کرنے کے سبب سے ہمیں ابن منصور کی خدائی کا یقین ہے۔

مگر جب خود ابن منصور سے سوال کیا گیا تو اُنھوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ نعوذ باللہ جو مجکو خدائی کا دعوی ہو۔ میں نماز گزار اور روزہ دار ہوں۔ عبودیت کے اقرار پر قائم ہوں۔ بجز اعمال خیر کے میں اور کچھ نہیں جانتا۔

وزیر نے علماء اور فقہا کو جمع کر کے ابن منصور کے قتل کا فتوے لکھنے کی درخواست کی جسکے جواب میں علماء نے بالاتفاق کہا کہ جبتک ہم پر اُنکا جرم موجب قتل ثابت نہو ہم فتوی دینے میں معذور ہیں۔

اب حامد بن عباس وزیر کو فکر ہوئی کہ جس طرح بنے جرم ثابت کیا جائے حکم دیا کہ علی بن عیسی (جو حامد سے قبل دربار خلافت میں وزیر بھی رہ چکے تھے) ابن منصور سے مناظرہ کریں۔

علی بن عیسے نے ابن منصور کو قید خانے سے طلب کر کے گفتگو شروع کی اثنائے گفتگو میں اُنکی زبان سے کوئی سخت کلمہ نکلا جسکے جواب میں ابن منصور نے کہا "اگر اس سے زیادہ آگے بڑھے تو میں ابھی زمین کو اشارہ کروں گا جو تم کو خسف کر لے گی"

علی بن عیسی یہ کلام سنتے ہی سہم گئے اور وزیر کے پاس جا کر مناظرے سے انکار کر دیا۔

اسکے بعد وزیر نے ایک نوجوان عورت کو طلب کیا جو ابن منصور کی معتقد تھی اور ابن منصور نے اپنے بیٹے کے ساتھ اُسکی منگنی بھی کر دی تھی۔

عورت نے شہادت میں ابن منصور کے بعض خرق عادات نقل کر کے بیان کیا
کہ ایک دن انکی بیٹی نے مجھ سے کہا کہ میرے باپ کے سامنے سجدہ کرو۔ میں نے
کہا سجدہ تو سوائے خدا کے دوسرے کو جائز نہیں ہے۔ اسپر منصور نے
کہا یہ ٹھیک ہے مگر زمین کا خدا علٰحدہ ہے اور آسمان کا خدا علٰحدہ۔
علمائے نے صرف ایک عورت کی شہادت قبول نہیں کی۔ فتوے لکھنے سے
انکار کیا۔

ان واقعات کے بعد ایک عجیب امر انکے قتل کا باعث ہوا۔
کاغذ کا ایک پرچہ خود ابن منصور کے ہاتھ کا لکھا ہوا وزیر کے ہاتھ آیا جس میں
لکھا تھا "جس شخص کو حج کی آرزو ہو اور موانعات کے سبب سے مکّے نہ جا سکے تو
اسکو چاہیئے کہ اپنے گھر کو ہر طرح کی نجاست سے پاک کر کے وہاں کسی کو جانے نہ دے
جب حج کا زمانہ آئے تو اُس میں ایک مربع[1] بنا کر اُسکے گرد طواف کرے اور
حج کے جتنے مناسک ہیں اُسی میں ادا کرے۔ ایک شب میں چند یتیم لڑکوں کو
اچھے کپڑے پہنا کر نفیس کھانا کھلائے اور ہر یتیم کی خدمت اپنے ہاتھ سے
ادا کرے۔ پھر ہر یتیم کو اچھا کرتہ اور سات یا تین درہم[2] دیکر رخصت کرے تو
اُسکا یہ عمل حج کے قائم مقام ہوگا"
وزیر نے علما اور فقہا کے مجمع میں کاغذ پیش کیا جسکو دیکھکر قاضی ابو عمر نے
ابن منصور سے دریافت کیا "تم نے کس کتاب کی روایت سے یہ تحریر لکھی ہے"

---

[1] مربع سے غالباً دیوار کا احاطہ مراد ہے [2] ہندوستان کے آج کل کے
حساب سے سات درہم کے پونے دو روپے ہوئے۔

حلاج نے کہا [illegible]

بعض درخواست [illegible]

اس کی تصنیف ہے

قاضی نے [illegible]

نہیں ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے سوا [illegible]

[illegible] لیکن [illegible]

ابن منصور [illegible]

[illegible] قاضی [illegible]

لکھ دیا۔

بعض مورخین لکھتے ہیں [illegible]

کتاب [illegible] شریعت کی رو سے [illegible]

[illegible] سوا [illegible]

کہ ابن منصور کے قتل سے [illegible] سال پہلے [illegible]

پائی ہے۔ مگر [illegible] ایک یہ احتمال ہے کہ [illegible] ابن منصور [illegible]

[illegible] شہرت پا چکا ہو اور یہ [illegible]

نہیں ہے کہ [illegible] فتوی قتل [illegible]

[illegible] سے [illegible] استقلال [illegible] و دو برد پیش کیا
جب [illegible] تعلیم [illegible] نہ ہونا پایا ہے۔

[illegible] نے بعد [illegible] حسین ابن منصور حلاج
[illegible] کو [illegible] کوڑے مارے [illegible]
[illegible] دو [illegible] آگ [illegible] میں
[illegible] اس [illegible] میں [illegible] اگر [illegible] کر سلے
[illegible] پانچ جلد [illegible] اور چار [illegible]
[illegible] سزا میں کسی [illegible] کی تخفیف نہ کرنا۔

[illegible] کے موافق کو توال ابن منصور کو جلے کے پل پر لے گیا
[illegible] شہر [illegible] شہرت [illegible] اتنی [illegible]
[illegible] کی تعمیل [illegible] ہوئی [illegible] تو ان حلاج
[illegible] کہا [illegible] ایک لاکھ [illegible] چلتے [illegible] فتح
[illegible] لیکن [illegible] نہیں کیا اور [illegible] حکم کی تعمیل
[illegible] سے [illegible] جانب سے ابتدا سے
[illegible] بعد [illegible] لاش جلا کر
[illegible] کرامت کہو یا اتفاق۔ اسی دن [illegible]
[illegible] انکے معتقدین نے یہی کہ پر قہر کرامت سے

[illegible] لیا۔

[illegible] ابن منصور نے [illegible] کی کتاب

بہت کچھ لکھا ہے۔ اس گروہ عالیشان کے بعض مشاہیر اُنکے علوم تبحر کے قائل ہوئے ہیں اور اُنکے کلمات خلاف شریعت کی خوبصورت تاویلیں کی ہیں۔

حضرت مولنا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں ؎

چوں قلم در دست غدارے بود — لاجرم منصور بردارے بود

خواجہ **حافظ** شیرازی بھی مانتے ہیں ؎

گفت آں یار کزو گشت سر دار بلند — جرمش آں بود کہ اسرار ہویدا میکرد

شیخ اکبر **محی الدین ابن العربی** رحمۃ اللہ نے اپنی مشہور تاریخ موسوم بہ مسامرہ میں اس قصے کو مختصر طور پر صرف اسقدر لکھا ہے کہ ۲۹۶ھ میں ابن منصور گرفتار ہوا اور چودہ سال کے بعد ذیقعدہ ۳۰۹ھ میں اُسکے ہاتھ پاؤں اور سر کاٹ کر لاش جلادی گئی۔

بظاہر انھوں نے موافقت یا مخالفت کچھ نہیں کی مگر انکا طرز تحریر اس پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ اکبر کے نزدیک ابن منصور کے حرکات اچھے نہ تھے اور اگرچہ عبارت عربی میں ضمائر مفرد سے بہ سبب تعظیم نہیں نکلتی۔ لیکن جسکی زیادہ تعظیم منظور ہوتی ہے تو ضمائر جمع بھی شخص واحد کے واسطے مستعمل ہوتے ہیں۔ وہ مستعمل نہیں ہوئے اسکے علاوہ شیخ اکبر کی تحریرات میں جہاں اولیا اللہ علما اور فقہا کا نام آتا ہے تو وہ صیغہ دعائیہ مثل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ضرور لکھتے ہیں۔ حلاج کے نام کے بعد وہ بھی نہیں لکھا۔

یافعی نے **مراۃ الجنان** میں اس واقعے کے متعلق ۳۰۹ھ کے بعض واقعات لکھکر کہا ہے۔ اسی سال میں **حسین بن منصور حلاج** کا قضیہ واقع ہوا۔

ابن منصور کی ولادت شہر بیضا واقع ملک فارس میں ہوئی۔ نشو نما واسط
اور عراق میں پائی سہل بن عبد اللہ تستری۔ ابو القاسم جنید بغدادی
اور ابو الحسین نوری جیسے باصفا بزرگوں کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔
متقدمین نے اُنکے باب میں بہت اختلاف کیا ہے بعض اُنکی تعظیم میں مبالغہ
کرتے ہیں اور بعض کو تکفیر میں اصرار ہے بعض اُنکے باب میں ساکت ہیں و بعض
نے اُنکی طرف سے عذر کرلیے جو ہفوات اُنسے صادر ہوئے ہیں اُنکی تاویلیں
کی ہیں منجملہ اُنکے غوث اعظم قطب عالم سیدنا حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ شیخ کبیر عارف باللہ ابا العالم
لسان الحقیقت حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی اور امام الائمہ رفیع
المقام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی وغیرہ بہت سے بزرگوار۔
منجملہ اُس گروہ کے جو ابن منصور کے کمال کے قائل ہوئے ہیں اُنکو دائرہ صوفیہ و
سالکین سے خارج نہیں کرتے بلکہ محققین میں شمار کرتے ہیں۔
اور دوم شیخ حضرت ابو العباس بن عطا حضرت شیخ ابو القاسم
نصیر آبادی اور حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن خفیف ہیں بلکہ حضرت
شیخ عبد اللہ کا یہ قول ہے کہ حسین بن منصور عالم ربانی تھے۔
پیر دستگیر سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کا کلام جسکو شیخ ابو القاسم عمر بزار نے حلاج کے مناقب میں نقل کیا ہے یہ ہے
کہ لغزش کی حسین حلاج نے۔ اُنکے زمانے میں کوئی ایسا نہ تھا جو اُنکا ہاتھ پکڑکے
لغزش سے بچاتا۔ اگر میں اُنکے زمانے میں ہوتا تو اُنکا ہاتھ پکڑتا تاکہ وہ گرنے

نہ پاتے اور میں اپنے اصحاب۔ مریدین اور محبین سے ہر شخص کو قیامت تک لغزش سے بچانے والا ہوں۔

اور منجملہ کلام حضرت غوث اعظمؓ کے مناقب ابن حلاج میں یہ ہے۔ نزد بعض عارفین کا طائر عقل اپنے آشیانہ سے اُڑا۔ کیونکہ اُسکو اپنی صورت کھینچتی تھی۔ اور وہ آسمان پر فرشتوں کی صفیں پھاڑتا ہوا کھنچا وہ قورخانہ[1] بادشاہی کا ایک باز تھا جسکی آنکھیں ڈورے سے سی ہوئی تھیں

خلق الانسان ضعیفا۔ {پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور}

اُسنے آسمان پر کوئی شکار نہ پایا یہانتک کہ اُسپر دانش

رایت ربی {یہانتک میں نے اپنے پروردگار کو}

کی ظاہر ہوئی اور وہ اپنے مطلوب کے اس کلام پر زیادہ ترمتحیر ہوا۔

اینما تولوا فثم وجہ اللہ {جس طرف تم پھرو اُسی طرف اللہ کا منہ ہے}

۔ اُتر آیا وہ زمین کے خطے پر اپنے آشیانے میں اور یہاں ایک محال کا طالب ہوا۔ یعنی دریا کی گہرائی میں آگ ڈھونڈھنے لگا۔ اور عقل کی آنکھ کو جب پھیرا تو نشانوں کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ فکر کی تو دونوں جہان میں اپنے معشوق کے سوا کچھ نہ پایا۔ پھر خوش ہو کر نشیلے دل کی زبان نے اُس گٹ کری سے جو بشر کی گٹ کری نہ تھی **انا الحق** راگ گایا اور ابلیس کی سیٹی بجائی۔ تب آدم نے اپنی آواز سے وہ راگ گایا جو اُسکو اپنے بھید میں حقیقت نوری سے پہنچا تھا اور کہا اے حلاج تو یہ سمجھتا تھا کہ تیری قوت تجھ سے ہے۔ اب اس انسانیت کے بھیس میں جتنے لوگوں نے

---

[1] قور براد مہملہ ترکی میں لوہے اور ہتھیار کو کہتے ہیں۔ اور قورخانہ اسلحہ خانے کو۔

علی العموم وحدانیت پائی ہے۔ تو بھی بہ نیابت جمیع عارفین کے اُسی وحدانیت پر قائم رہو۔ آگے نہ بڑھ اور کہو کہ اے محمدؐ تو حقیقت کا سلطان ہے اور تو انسان عین وجود کل ہے۔ تیرے آستانۂ باب معرفت پر عارفین کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور تیرے جلال کے بخار میں کل مخلوقات کی پیشانیاں گھستی ہیں۔

منجملہ حضرت غوث الاعظم کے کلام کے جو ابن حلاجؒ کے باب میں ہیں یہ ہے کہ ایک شخص عارفین میں سے انا الحق کے پردوں سے افق دعوی پر اڑا اور اس نے کا باغ حسین کے حشیش و انیس سے خالی پایا۔ دین اسلام کے خلاف اجنبی لغت سے سیٹی بجائی۔ اُس پر مکمن

ان اللہ لغنی عن العالمین

سے عقاب بادشاہ کا ظاہر ہوا اور جھپٹے سے پنجہ

کل نفس ذائقۃ الموت

کا گاڑ دیا اور سلیمان زماں کی شرع نے اُس سے کہا تو اجنبی نے سیٹی کیوں بجائی تو نے اس گٹ کری سے کیوں گایا جس سے سالکین راہ نہیں ہم ۔۔۔

غیریت قدم کی راہ سے وجود کے پنجرے میں داخل ہو جا۔ پھر اپنے ۔۔۔ طرف آ۔ اور زبان سے حب الواجب افراد واحد کا اقرار ۔۔۔ کرتا کہ اب دعاوی تیرا اقرار سنیں۔ اس واسطے کہ اہل مناط ۔۔۔ وتا وظائف خدمت شرع کی ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ اور جو قول ابی یزیدؒ کا حکایت کیا گیا ہے سبحانی۔

حاشا کہ کوئی شخص بجز اسکے اعتقاد کرے کہ انھوں سنے اللہ تعالے عز اسمہ کا قول کی نقل کی تھی اور اسیطرح انسان کو سزاوار ہے کہ حلاج کے قول انا الحق کا اعتقاد کرے۔

امام حجۃ الاسلام ابی حامد غزالی فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی کتاب مشکوۃ الانوار میں ایک طویل فصل میں اُن الفاظ کا عذر کیا ہے جو حلاج سے انا الحق اور ما فی الجنۃ الا اللہ وغیرہ کے مثل صادر ہوسے تھے۔

اس کے بعد یافعی نے ابن خلکان کا بہت طویل کلام علی العموم صوفیہ کی شطحیات کی تاویل کے باب میں لکھا ہے اور اسی باب میں کلام عارف باللہ سید جلیل ابن شموس قدس سرہ کا نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کلمات خلاف شریعت حالت بیہوشی کی حالت میں اُنسے صادر ہوسے۔

پھر خود یافعی لکھتے ہیں کہ بعض عارفین پر جب اصطلاح کی واردات ہوتی تھی تو خوف [illegible] اس قسم کے شطحیات زبان سے نکلیں اُس وارادت کے [illegible] کے واسطے بازار میں چلے جاتے تھے تاکہ مخلوق کے مختلف [illegible] بند ہوجاتے۔ بعض اپنی منکوحہ سے صحبت کرتے تھے اور بعض [illegible] [illegible] و لعب میں مشغول ہوجاتے تھے

اسکے بعد یافعی نے حلاج کے بعض کلمات نقل کیے ہیں

[illegible] شطحیات اُن کلمات کو کہتے ہیں جو ظاہر شریعت کے خلاف ہوں (منتخب) [illegible] [illegible] [illegible] ذوق کی بے اختیاری میں بعض [illegible] کی زبان سے نکلے [illegible] [illegible] اور شیخ جنید نے لیس فی جبتی سوا اللہ [illegible] شیخ بایزید نے سبحانی ما [illegible] [illegible] ان کلمات خلاف شرع کو نہ رد کرنے [illegible] (از [illegible])

لکھتے ہیں لوگوں نے حلاج سے سوال کیا۔ تصوف کیا چیز ہے ...
کہا تصوف تمہارا نفس ہے۔ اگر تم اُسے کسی کام میں مشغول ...
کسی کام میں مشغول کر دے گا۔ پھر ... یافعی نے اس کلام کی ...
کہ اگر تم نفس کو طاعات اور وظائف عبادات میں مشغول نہ ...
و مذموماتٔ میں مبتلا کرے گا۔
اسکے بعد حلاج کے بہت سے اشعار ... طریقت ...
یافعی لکھتے ہیں کہ اُن کے باب ... کتابیں ...
گنجائش نہیں ہے۔ خلاصہ ... ہے ...
ابی العباس بن سریج سے ... لے ...
اُنھوں نے فرمایا مجھے اُنکے حال ... نہیں ...
نہیں کہ ... ان کے بعد ... حلاج ...
... تضاد رکھتے تھے۔
... ہے کہ حلاج کے قتل ...
یہ سوال ... اور اُنھوں ... ابن منصور ...
گرفتار ہوئے اور غالباً ... سال قید کے بعد ... ھ ...
قتل سے تین سال قبل یعنی ۳۰۶ھ ... میں ...
زندگی میں دس گیارہ سال ابن منصور قید رہے ہیں۔
حضرت جنید بغدادی و حضرت محمد ابن داؤد ظاہری
... کے ہیں جنھوں نے حلاج کے قتل کا فتویٰ دیا ...

کے وقت سے ۔ و یافعی ن بناپر صحیح نہیں مانتے ہ جنید نے ۲۹۸ھ میں
ملن سے ، سے آیا د سال پیشتر قضا کی ہے اور ابن داؤد نے بارہ سال
پیشتر ۔

مگر میرا خیال ہے کہ اگر حلاج کے شطحیات ان دونوں
... ان دیات میں تہمت پائے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ انھوں نے بھی فتویٰ
قتل کی بابت اپنی رائے ظاہر کی ہو ۔
پیشتر خواجہ محمد پا سا کے حوالے سے ہم نے لکھا ہے کہ شیخ جنید نے ابن منصو
سے الیس سال قبل قضا کی ہے اور یہاں یافعی کی روایت ہے بارہ سال ثابت
ہوتے ہیں ۔ بہرحال اسپر اتفاق ہے کہ شیخ جنید نے ابن منصور سے پہلے
انتقال کیا ہے ۔
یافعی لکھتے ہیں کہ حامد بن عباس مقتدر باللہ کے وزیر کی مجلس
... ابو عمر نے حلاج کے قتل کا فتویٰ لکھا اور جتنے علما و فقہا وہاں
... سب نے اتفاق کیا ۔
... فتوے لکھنے میں مشغول تھے اور ادھر ابن منصور بار بار یہی کہتے
... قتل کسیطرح حلال نہیں ہے ۔ میں اہل سنت کے مذہب پر ہوں ۔
... خلفائے راشدین اور بقیہ عشرہ مبشرہ کو افضل جانتا ہوں ۔
میں نے سنت کی بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جو کتب فروشوں کے پاس موجود
ہیں فاللہ اللہ فی دمی ۔ مگر انکے کہنے پر کسی نے توجہ نہیں کی ۔ جب فتوے
تب ہو چکا تو ابن منصور قید خانے بھیجے گئے ۔

وزیر نے فتوی مقتدر باللہ کے حضور میں پیش کر کے مجبور
عرض کی۔ مقتدر نے جواب دیا کہ جب فقہا نے قتل کا فتوی دیا ہے تو ابن منصور
کو کوتوال کے سپرد کر دو۔ اور حکم دو کہ اول انکے ہزار کوڑے مارے جائیں۔ اگر
مر جائیں تو خیر نہیں ہزار کوڑے اور مارے جائیں اگر پھر بھی نہ مریں تو گردن
کاٹی جائے۔

وزیر نے کوتوال کو مقتدر کے حکم سے مطلع کیا اور اپنی طرف سے کہا کہ
کوڑے مارنے کے بعد اول ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ پھر گردن اور
جسم جلا کر خاکستر دریا میں پھینکدیا جائے۔ یاد رکھ اگر حلاج تمہیں کہتے
واسطے دجلے اور فرات میں سونا چاندی بہادوں گا تو ہرگز التفات نہ کرنا
حکم کی پوری تعمیل کیجائے تامل نہو۔

سنہ ۳۰۹ھ میں جبکہ ذی الحجہ کے سات روز باقی تھے شنبہ کی صبح کو ابن منصور
طوق و زنجیر میں جکڑے۔ بیڑیاں پہنے باب الطاق میں پہنچائے گئے
مخلوق کا ہجوم تھا۔ جلاد نے کوڑے مارنے شروع کیے۔ چھ سو کوڑوں کے
بعد انھوں نے کوتوال سے کہا کہ خلیفہ کو میری ایک نصیحت پہنچا دے
جو قسطنطنیہ کی فتح کے برابر ہے۔

کوتوال نے کہا کہ پہلے ہی سن چکا ہوں کہ آپ یہ کہیں گے کہ عذاب کی
تخفیف میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب کوڑے پورے ہو چکے تو ہاتھ
پانو اور سر کاٹا گیا۔ باقی جسم کو آگ میں جلا کر راکھ دجلے میں بہادی۔
کہتے ہیں ابن منصور کے معتقدین منتظر تھے کہ چالیس دن کے بعد ابن منصور

اور خواہ مخواہ خلافت وحکومت کو اپنی طرف سے بدگمان کر دیا۔
انسان کا جبلی خاصہ ہے کہ جب دو قوی وضعیف مد مقابل ہوتے ہیں تو قوی چاہے کیسا ہی حق پر ہو اور ضعیف باطل پر مگر علی العموم مخلوق ضعیف کی خیر طلب اور قوی سے مخالف ہو جاتی ہے۔ وہی معاملہ یہاں پیش آیا۔
اب ہم دوسری تاریخوں سے وہ حالات نقل کرتے ہیں جن میں مرقومہ بالا واقعات کی جھلک تو نظر آتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مورخین۔ کے باہمی اختلاف نے سیدھے اور صاف واقعات کو موافقت ومخالفت کا لباس پہنا کر کس قدر پیچیدہ کر دیا ہے کہ جس سے اصلی واقعات کی صورت گم ہو جاتی ہے اور دقیقہ سنج مورخ کو جو فلسفیانہ اصول سے حقیقت حال کا متلاشی ہو اصلی اور وضعی روایتوں کے ہجوم میں کس قدر دشوار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
خزینۃ الاصفیا اور **مفتاح التواریخ** وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ حسین بن منصور کی کنیت ابو المغیث ہے۔ سکر ومستی شوق اور شورش میں انکا نظیر نہ تھا فصیح وبلیغ زبان میں بیشمار کتابیں تصنیف کی ہیں اور حقائق واسرار معرفت کا بیان دقیق عبارت میں کیا ہے۔
گروہ مشائخ جو انسے مخالف ہے کہتا ہے کہ ابن منصور کو تصوف سے لگاؤ تک نہیں تھا مگر ابن عطاؒ۔ عبد اللہ بن خفیفؒ۔ شیخ شبلیؒ۔ ابو القاسم نصیر آبادیؒ اور پیر علی مخدوم گنج بخش ہجویری قدس اللہ اسرارہم وغیرہ انھیں قبول کرتے ہیں۔ شیخ ابو القاسم گرگانیؒ۔ شیخ بو علی فارمدیؒ اور امام یوسفؒ ہمدانی انکے مخالف ہیں۔ استاد ابو القاسم قشیری وغیرہ انکے باب میں ساکت تھے

اور بعض نے اُنکو جادوگر کہا ہے۔ بعض ارباب ظاہر اُنکو کافر کہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اصحاب حلول سے تھے۔ لیکن جس شخص کے دماغ میں توحید کی بو ہے وہ اُنکی نسبت اتحاد اور حلول کا خیال ہرگز نہیں کرسکتا۔ چنانچہ **شیخ فریدالدین عطار** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجکو اُس شخص پر تعجب آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں ایک درخت سے **انی انا اللہ** کی آواز کو جائز رکھتا ہے اور درخت کو بیچ میں نہیں مانتا پھر وہ کس لیئے جائز نہیں رکھتا کہ حسین سے صدائے انا الحق صادر ہوئی اور حسین درمیان میں نہیں تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے **حضرت عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بات کی جسکی شہادت **ینطق الحق علی لسان عمر** سے ظاہر ہے۔ اسی طرح حسین کی زبان سے بھی بات کی تھی نہ یہاں حلول تھا نہ اتحاد۔

کہتے ہیں حسین ابن منصور نے روئے زمین کی سیاحت کی تھی سولہ برس کی عمر تک شیخ عبداللہ تستری کی خدمت میں رہے۔ پھر وہاں سے بغداد۔ بغداد سے بصرے۔ بصرے سے بدو حرفہ کو گئے اور وہاں اٹھارہ مہینے تک **ابو عثمان عمر مکی** کی خدمت میں رہے اور ابو یعقوب الاقطع کی بیٹی سے نکاح کیا۔

ابو عثمان نے حقائق میں ایک رسالہ لکھا تھا جسکو وہ بہت پوشیدہ رکھتے تھے حسین نے باعلان اُسے ممبروں پر پڑھنا شروع کیا۔ اُس میں راز کی باتیں بہت نازک اور پیچیدہ تھیں مخلوق کی سمجھ میں نہیں آئیں اور اسوجہ سے ابو عثمان کی مخالفت کا شور ہوا۔ اس بنا پر ابو عثمان عمر نے حسین سے ناراض ہوکر اُنکو علٰحدہ کردیا اور اُنکے حق میں بددعا کی کہ الٰہی ایک شخص کو مامور کر جو حسین کے ہاتھ پانوٗ کاٹکر

دار پر چڑھائے۔

غرضکہ وہاں سے ابن منصور بغداد میں آئے اور شیخ جنید سے کوئی مسئلہ پوچھا جس کا شافی جواب نہ ملنے پر تستر کو گئے اور وہاں ایک سال تک رہے۔ اُنکی عادت تھی کہ اپنے باپ کے سامنے کسی کی بات کی عزت نہیں کرتے تھے اسوجہ سے لوگوں نے حاسدانہ مخالفت شروع کی۔ اسکے بعد خراسان کو گئے اور پھر وہاں سے پانچ سال تک مفقود الخبر رہے۔ اسکے بعد فارس میں آئے اور کتابیں تصنیف کرکے اہل اھواز کو معتقد بنایا۔ وہاں کی مخلوق نے ان کی یہانتک عظمت کی کہ انکا نام حلاج الاسرار رکھدیا پھر بصرے کو گئے اور وہاں سے حرم شریف کا قصد کیا۔ جب حرم میں پہنچے تو وہاں ابو یعقوب نہرجوری نے انکو جادوگر مشہور کیا۔

پھر وہاں سے بصرے اور اھواز ہوکر ہندوستان کو آئے اور یہاں مدت تک مخلوق کو ہدایت کرتے رہے پھر ماوراء النہر ہوکر چین کا سفر کیا۔ اُنکے واپس آنے پر اقصائے عالم سے جو لوگ اُنکے پاس خطوط بھیجتے تھے۔ اُنپر مختلف نام ہوتے تھے۔ اہل ہند انکو ابو المغیث لکھتے تھے اور اہل چین ابو المعین۔ اہل خراسان ابو الحیرا۔ اہل فارس ابو عبداللہ۔ اہل بصرہ انکو محیر کہتے تھے اور بغداد میں انکا نام مصطلم مشہور تھا۔

پھر مکے گئے اور دو سال تک وہاں مجاور رہے۔ جب واپس آئے تو انکا حال منقلب ہوگیا۔ مخلوق کو اُنکے ساتھ مخالفت پیدا ہوئی اور وہ پچاس شہروں سے نکالے گئے۔

رشید سمرقندی کہتے ہیں ابن منصور نے چار سو صوفی ہمراہ لے کر حرمین کا سفر کیا۔ اتفاقاً راستہ بھول کر ایک جنگل میں پڑ گئے۔ جہاں کئی روز تک کھانا میسر نہیں ہوا۔ جب بھوک کی شدت حد سے زیادہ ہوئی تو لوگوں نے کھانا طلب کیا۔ ابن منصور نے کہا صف باندھ کر بیٹھ جاؤ۔ لوگوں نے تعمیل کی ابن منصور پس پشت ہاتھ لے جاکر دو گرم روٹیاں اور شیر برنج لائے۔

اور اسیطرح ہر مرتبہ دو روٹیاں اور شیر برنج لاتے گئے اور لوگوں کو تقسیم کرتے گئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر لوگوں نے خرمے طلب کیئے۔ ابن منصور نے کہا مجھے درخت کی طرح ہلاؤ۔ جب لوگوں نے ابن منصور کو جنبش دینا شروع کی تو اسقدر خرمے گرے کہ تمام آدمی کھا کر سیر ہو گئے۔

راستے میں ابن منصور جس درخت کو پس پشت چھوڑتے اُس درخت میں فوراً خرمے آجاتے اور لوگ کھا کر سیر ہوتے۔

ایک روز جنگل میں لوگوں نے کہا کہ ہمیں انجیر دیجیئے۔ ابن منصور نے ہاتھ اُٹھا کر ہوا میں سے تازہ انجیروں کا طباق اُتارا۔ اور لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔

ایک روز بچھو ابن منصور کے گرد پھر رہا تھا۔ کسی شخص نے اُسکے مارنے کا قصد کیا ابن منصور نے کہا اسکو نہ مارو یہ تو بارہ سال سے میرا ندیم ہے اور میری گدڑی میں اسکا آشیانہ ہے۔

جب نشۂ وحدت نے غلبہ پکڑا اور **فنا فی الفنا** کے مرتبے پر پہنچے تو ہر وقت **انا الحق** کہنے لگے۔ اسپر لوگوں نے بڑا چرچا کیا یہانتک کہ خلیفہ بغداد کو

خبر پہنچائی۔ اور علمائے ظاہر نے اُنکے قتل پر دستاویز لکھی۔
محمد داؤد نام ایک شخص نے علماء و فقہاء کی جماعت سے اُنپر خروج کیا
یہانتک کہ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کو اُنکے قتل پر آمادہ کردیا۔

اس اثنا میں ایک روز ابن منصور شیخ جنید رحمہ کے دروازے
پر گئے اور کنڈی ہلائی۔ جنید نے کہا کون ہے۔ ابن منصور نے کہا انا الحق۔
جنید نے کہا یہ نہ کہو بلکہ **ھوالحق** کہو۔ حسین نے کہا ہمہ اوست۔ لیکن تم
کہتے ہو کہ وہ گم ہوا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ حسین گم ہوا ہے۔ وہ باقی اور
موجود ہے۔ جنید نے کہا تو بہت جلد اپنے خون سے دار کو سرخ کرے گا۔
ابن منصور نے کہا ہاں اُس روز جس روز کہ تو لباس باطن اُتار کر لباس
ظاہر پہنے گا۔

محمد داؤد کے گروہ نے قتل کا فتوے خلیفہ کے حضور میں پہنچایا۔ خلیفہ نے کہا جبتک
شیخ جنید ابن منصور کے قتل کا فتوی نہ دیں گے جبتک میں قتل کی اجازت نہ دونگا۔
اس سبب سے علما جمع ہوکر شیخ جنیدؒ کے پاس گئے اور ابن منصور کے قتل کی
اجازت چاہی۔

شیخ جنیدؒ نے جامۂ صوفیہ اُتارا اور علما کا لباس پہنکر خانقاہ سے **دارالقضا**
میں آئے اور وہاں محضر پر لکھا **نحن نحکم بالظاہر** یعنی ظاہر پر حکم کرتا ہوں
اور فتوے ظاہر پر ہے۔

غرضکہ جنیدؒ کے دستخط ہونے کے بعد علما فتوے کو **علی بن عیسی** وزیر کے
پاس لے گئے۔ وزیر نے ابن منصور کو طلب کرکے قیدخانے بھیجدیا۔ اور

وہ ایک سال تک قید میں رہے وہاں بھی مخلوق اُنکے پاس آمد و رفت رکھتی تھے
آخر مخلوق کو ممانعت ہوئی اور پانچ مہینے تک اُنکے پاس کوئی نہ جا سکا مگر ایک مرتبہ
ابن عطا اور ایک مرتبہ عبداللہ بن خفیف ۔

لکھا ہے جس روز ابن منصور کو قید کیا اُس شب تیا
وہ غائب ہوگئے ۔ ہر چند جستجو کی نہیں ملے ۔ دوسری شب میں قید خانہ بھی
غائب ہوگیا ۔ مگر تیسری شب میں قید خانہ اور ابن منصور دونوں اپنی جگہ پر
موجود تھے لوگوں نے سوال کیا کہ دو رات آپ کہاں رہے ۔
ابن منصور نے کہا پہلی شب میں میں حضرت حق سبحانہ کے پاس تھا اور دوسری
شب میں حق میرے پاس تھا اسی سبب سے قید خانہ بھی غائب ہوگیا تھا
اب مجھے حفظ شریعت کے واسطے یہاں لائے ہیں ۔

کہتے ہیں کہ تین سو آدمی جیل میں قید تھے ۔ ایک شب میں
ابن منصور نے قیدیوں سے کہا ۔ اگر تم چاہو تو میں تمھیں قید سے آزاد کردوں ۔
قیدیوں نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے تم خود قید میں ہو ابن منصور نے کہا میں رسول
کی شریعت اور خداوند کی زنجیر میں قید ہوں ۔ اگر چاہو تو ایک اشارے میں تمھاری
بیڑیاں کھولدوں ۔ یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا ۔ تمام قیدیوں کی زنجیریں اور بیڑیاں
علیحدہ ہوکر گر پڑیں قیدیوں نے کہا اب ہم باہر کیونکر نکلیں ۔ قید خانے کا دروازہ
جو بند ہے ۔ ابن منصور نے دوسرا اشارہ کیا جس سے دیوار میں ایک دریچہ ظاہر
ہوگیا کہا اس میں سے نکل جاؤ ۔ قیدیوں نے کہا تم کیوں نہیں چلتے ۔ ابن منصور نے
کہا خدا کے ساتھ میرا ایک راز ہے جو دار پر ظاہر ہوگا ۔

اسکے بعد قیدی تو چلے گئے اور علی الصباح قید جانے کے محافظ آئے اور ابن منصور سے دریافت کیا کہ قیدی کہاں گئے۔ ابن منصور نے کہا مینے سب کو چھوڑ دیا۔ اُنھوں نے کہا پھر تم یہاں کیوں رہگئے۔ ابن منصور نے کہا خدا کا مجھپر عتاب ہو اور وہ رضامند جب ہوگا کہ جب میں دار پر پہنچوں۔

جب یہ قصہ خلیفہ کے کان تک پہنچا تو اُسنے کہا ایسے شخص کے زندہ رہنے سے فتنے اُٹھیں گے بہتر ہے کہ قتل کیا جائے یا مار پیٹ کے ذریعے سے اسقدر تنبیہ کی جائے کہ وہ ان امور سے باز آئے۔ پھر اُنکو قید خانے سے نکالکر منظر عام میں تین ہزار لکڑیاں ماری گئیں۔ لکڑی کی ہر ضرب پر فصیح آواز آتی تھی یا ابن منصور لا تخف ھذا معراج الصدیقین اور ابن منصور ہر لکڑی پر انا الحق کا نعرہ لگاتے تھے۔ پھر اُنکو دار کیطرف لے چلے۔

بیشمار مخلوق کا ہجوم ساتھ تھا جسے دیکھکر وہ کہتے تھے حق حق انا الحق۔

ایک درویش مخلوق کے ہجوم سے نکلکر ابن منصور کے پاس گیا اور سوال کیا کہ عشق کیا چیز ہے؟ ابن منصور نے کہا آج دیکھ کل دیکھ اور پرسوں دیکھ۔ یعنی آج مجکو قتل کرینگے۔ کل جلائیں گے اور پرسوں میری خاک برباد کریں گے یہی عشق ہے۔

ابن منصور تیرہ من وزنی بند گراں میں جکڑے راہ میں اکڑتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ لوگوں نے کہا تمنے یہ طرز خرام کیوں اختیار کی۔ جواب دیا معراج کو جاتا ہوں۔

جب باب الطاق کے سامنے دار کے قریب پہنچے تو اول دار پر بوسہ دیا

اور پھر سیڑھی پر پاؤں رکھا۔ مریدوں نے دریافت کیا کہ ہمارے اور منکرین کے حق میں کیا ارشاد ہے۔ ہم معتقد ہیں اور وہ منکر ہیں جو آپ کو پتھر مارتے ہیں۔ جواب دیا منکرین کے لیے دو ثواب ہیں اور تمہارے واسطے ایک اس لیے کہ تم کو میرے ساتھ حسن ظن ہے اور وہ توحید کی قوت اور شریعت کی سختی سے مجھ پر پتھر برساتے ہیں۔

یہ کہہ کر سیڑھی پر چڑھ گئے۔ اس اثنا میں شیخ شبلیؒ بھی وہاں پہنچ گئے اور بلند آواز سے کہا الم ننهك عن العالمين پھر پوچھا ما التصوف؟ ابن منصور نے کہا ادنیٰ درجہ تو یہی ہے جو تم دیکھتے ہو اور اعلیٰ مقام پر تمہارے لیے راستہ نہیں ہے۔

پھر ہر شخص نے پتھر مارنے شروع کیے شبلی نے بھی باتباع اہل رفقت ایک پھول مارا جس کے صدمہ سے ابن حلاج نے آہ کی تو کسی نے کہا سب لوگ تمہارے پتھر مار رہے ہیں تم آہ تک نہیں کرتے آخر اس کا کیا سبب ہے کہ میرے ایک پھول سے چلا اٹھے۔ ابن منصور نے کہا یہ لوگ از روئے جہالت کچھ نہیں جانتے لیکن یہ تو محرم راز ہو اس لیے تمہارا پھول پتھر کے مثل ہے اور دوسروں کے پتھر پھول کے مثل۔

اس کے بعد انکے دونوں ہاتھ کاٹنے تو ہنسنے لگے۔ پھر پاؤں کاٹنے تو وہ ہنسے اور کہا میرے پاس دوسرے پاؤں ہیں جن سے عالم کا سفر ایک قدم میں طے کر سکتا ہے پھر دونوں کٹے ہوئے ہاتھ اپنے منہ اور بازو پر ملے۔ پھر کہا۔ خون جاری ہے میرا منہ زرد ہو گیا ہوگا لیکن تم ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ میرے منہ کی زردی مرنے کے

خوف سے سب۔ خون پینے اس لئے منہ پر ملا ہے کہ سرخروئی حاصل ہو۔
لوگوں نے پوچھا بازوؤں کو خون میں آلودہ کرنے کے کیا معنے ہیں۔ کہا نماز عشق
کے واسطے وضو کرتا ہوں رکعتان فی العشق لا یصح وضوئھما الا بالدم
اس کے بعد جب دونوں آنکھیں نکال گئیں تو خلق میں قیامت برپا ہو گئی۔
گریہ وزاری کا شور بلند ہوا۔ پھر جب چاہا کہ زبان کاٹیں تو اُنھوں نے
کہا ذرا صبر کرو۔ میں ایک بات کہتا ہوں۔ پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا
الٰہی جو لوگ تیرے واسطے مجھے دُکھ پہنچاتے ہیں انکو بے نصیب اور محروم
نہ کرنا۔ اگر میرے پانو کاٹیں تو تیری راہ میں کاٹیں اور اگر میرا سر تن سے جُدا
کریں تو تیرے جلال کے مشاہدے میں۔
اس کے بعد اُن کے ناک کان کاٹ کر پتھر مارے۔ آخر بات ابن منصور
کی زبان پر یہ تھی حب الواحد افراد الواحد حب الواحد افراد
الواحد اور یہ آیت پڑھتے تھے یستعجل بھا الذین لا یؤمنون بھا
والذین آمنوا مشفقون منھا ویعلمون انه الحق۔ اسکے
بعد زبان کاٹی گئی۔ شام کے وقت خلیفہ کا فرمان آیا کہ سر تن سے جدا
کیا جائے۔ سر کٹتے وقت قہقہہ مارا اور روح تن سے مفارقت کر گئی۔
اُسوقت ہر ایک جوڑ بند سے انا الحق کا خروش پیدا تھا۔ پھر بند بند جدا
کیا۔ یہانتک کہ سوائے گردن اور پشت کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اسی طرح گردن
اور پشت سے آواز انا الحق آتی تھی یہانتک کہ خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا
اُس سے خود بخود انا الحق لکھ جاتا تھا۔ اسی معنے میں حافظ شیراز

فرماتے ہیں ؎

کشد نقش انا الحق بر زمیں خون　　چو منصور ار کشی بر دارم امشب

دوسرے روز تمام اعضا جلائے گئے تو خاکستر سے بھی آواز انا الحق آتی تھی
تیسرے دن جب راکھ دریا میں ڈالی تو پانی سے بھی صدا سے انا الحق بلند
ہوئی ۔
کہتے ہیں کہ ابن منصور نے اپنے قتل سے پیشتر ایک خادم سے فرمایا تھا
کہ جب میری خاک دریا میں ڈالیں گے تو خوف ہے کہ جوش طوفان سے کہیں
بغداد نہ برباد ہو جائے ۔ جب دریا میں جوش پیدا ہو تو میرا خرقہ دریا پر
لے جانا اور کہنا کہ حسین مقتول کے خرقے کی برکت سے جو خدا کے نام پر
قتل ہوا ہے ٹھیر جا ۔
چوتھے روز دریا کا پانی بڑھا ۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ شہر کی دیواروں
تک پہنچ گیا ۔ مخلوق نے واویلا شروع کی اور خلیفہ بھی پریشان ہو گیا ۔
جب خادم نے دیکھا کہ شہر غرق ہوا چاہتا ہے تو وہ حسین کا خرقہ لیکر دریا کے
کنارے پہنچا اور وصیت کے موافق عمل کیا تب کہیں جا کے پانی کا جوش ٹھیرا
اور حسین کی خاک جو اُسوقت تک پانی کے سطح پر انا الحق کی لو لگا رہی تھی ساکت ہوئی
مریدوں نے خاک کو جمع کر کے قبر میں دفن کر دیا ۔
مولوی محمد حسین خانصاحب نے خدا جانے فارسی کی کس کتاب کے حوالے سے جسکا
نام نہیں لکھا قصہ اصحاب کہف کے خاتمے پر ابن منصور کی نسبت روایت لکھی ہے
کہ ایک روز ابلیس لعین کسی مجلس میں حضرت جنید قدس سرہ سے دوچار ہوا ۔

جنید نے کہا اے ملعون تو خلق خدا کو کس لیئے گمراہ کرتا پھرتا ہے۔ ابلیس نے
جواب دیا کہ تمنے دیدہ و دانستہ منصور کے قتل کا فتوی دیا اور خدا کا خوف نکیا
یہ بات سنکر شیخ جنید آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا ابلیس تو سچ کہتا ہے۔
مگر میں نے منصور کے قتل کا فتوے خدا کے حکم سے لکھا ہے۔ جب اہل بغداد نے
جمع ہو کر علما سے ابن منصور کا حال بیان کیا اور فتوی کی درخواست کی تو علما نے
کہا جبتک جنید قتل کا فتوی نہ دینگے جبتک ہم معذور ہیں۔ آخر کار سب لوگوں نے
مجھسے کہا میں نے اول تین مہینے تک ابن منصور کو قید رکھا۔ اور جب کچھ فائدہ
نہ دیکھا تو مجبور ہو کر ایک شب کو غسل کیا اور سر برہنہ ہو کر خلوت میں دعا کی
کہ اے میرا نون کے راہ بتانے والے میں خلق کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوں
لوگ سب مجھسے منصور کے قتل کا فتوی چاہتے ہیں اور میں خوب جانتا ہوں کہ کلمہ انا الحق
منصور نہیں کہتا۔ پھر کیونکر ایک بے گناہ کے خون کا فتوی لکھوں۔ اے اللہ
مجھ عاجز کو راہ بتا۔ ایک ساعت گزری تھی کہ میرے کان میں آواز آئی۔ اے
جنید شریعت کی رعایت اور دین و ملت کی تابعداری ضرور ہے۔ لازم ہے کہ
منصور کے قتل کا فتوی دے۔ کیونکہ ہمنے تین روز سے ستر ہزار فرشتوں کو
منصور کی روح کے استقبال کے واسطے دنیا کیطرف بھیجا ہے۔ اے جنید
کچھ اندیشہ نکر۔ تیرے سبب سے ہمارا دوست ہم تک پہنچ جائے گا۔

سن اے ابلیس جب محکو رب العالمین کا یہ حکم ہوا تو میں نے رات
کی گھڑیاں گنی شروع کیں۔ آخر کار جب صبح ہوئی تو نماز پڑھی اور پیرہن پہن کر
علما کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہاں بغداد کے سب عالم جمع تھے۔ مخلوق کا ہجوم تھا

منصور بھی وہاں موجود تھے۔ تین مرتبہ میرے ہاتھ سے قلم گر پڑا اور شدت
گریہ وزاری سے فتویٰ لکھنا مشکل ہوا۔ منصور نے جو مجھے روتے دیکھا تو میرے
سامنے آئے اور سلام کے بعد کہا کہ اے خواجہ رات کی بات یاد کر۔ اب کیوں
میرے معاملے میں تاخیر کرتے ہو۔ آخر کار چوتھی مرتبہ میں نے قلم اٹھا کر فتویٰ لکھا۔
لوگ منصور کو پکڑ کر میرے سامنے سے باہر لے گئے۔ اور میرا یہ حال ہوا کہ چالیس
روز تک باہر نہ آیا اور عہد کیا کہ اب کبھی نہ پیراہن پہنوں گا۔ نہ دستار باندھونگا
اور نہ کبھی فتویٰ لکھوں گا۔

اسکے بعد حضرت جنید نے ابلیس سے دریافت کیا کہ جس روز منصور قتل ہوئے ہیں
اس روز تو کہاں تھا۔

ابلیس نے کہا میں وہیں موجود تھا۔ جب میں نے قصد کیا
کہ سولی کے قریب جاؤں تو منصور نے چیخ مار کر کہا کہ میرے پاس نہ آ۔ دور سے
تماشا دیکھ۔ اے جنید کئی ہزار فرشتے منصور کی روح کو مبارکباد دینے کے واسطے
آئے تھے اور بہشت کے میوے کثرت سے لائے تھے۔

منصور کو جو وقت دار پر کھینچا تو وہ برابر اناالحق کہے جاتے تھے۔ جو عضو کاٹا جاتا
تھا اس سے اناالحق کی آواز آتی تھی۔ خون کا جو قطرہ زمین پر ٹپکتا تھا اناالحق کی صدا
دیتا تھا۔ مخلوق کے انبوہ کثیر وہجوم غفیر پر بیخودی و حیرت چھائی ہوئی تھی اور اگر
کسی کے ہوش حواس درست تھے تو اسکو گریہ وزاری سے فرصت نہ تھی۔

ابن منصور کی ہمشیرہ برقع پہنے ہوئے سامنے سے آئیں۔ مخلوق نے جگہ دی
وہ سولی کے نیچے کھڑی زار و قطار روتی تھیں اور منصور کی طرف دیکھ کر کہتی تھیں۔

واصل الحق الحق (حق حق سے ملگیا) منصور اسوقت دار پر تھے کہ بہن پر نظر پڑی۔ کہا جان برادر رونا تو جدائی میں چاہیئے نہ وصال میں۔ رونے دھونے کو چھوڑو اسلیئے کہ تمہارا بھائی اپنے دوست سے ملا اور غم سے نجات پائی۔

ابلیس نے کہا اے جنید میں اُسوقت تک وہاں موجود تھا جسوقت اُنکے اعضا جدا کیئے جاتے تھے۔ جب چھری سے اُنکی زبان کاٹی گئی تو مجھسے نرہا گیا اور وہاں سے چلدیا۔ اُنکی روح قالب سے پرواز کر گئی اور فرشتوں کے مجمع سے شور بلند ہوا کہ دوست اپنے دوست سے ملا۔ ابلیس یہ بات کہکر حضرت جنیدؒ سے رخصت ہوا اور کسیطرف چلدیا۔

شیخ عباس طوسی کہتے ہیں کہ روزِ قیامت میں حسین ابن منصور زنجیروں سے بندھے ہوئے آئیں گے۔ اگر کھلے ہوئے آتے تو انتہائی سوزشِ عشق سے تہلکہ ڈالدیتے۔

حسین کے قتل کے بعد شیخ شبلیؒ نے اُنہیں خواب میں دیکھا۔ پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ابن منصور نے کہا مجھے مقام مقعد صدق میں لے گیا اور اکرام کر کے کہا کہ تیرے قاتلوں اور پتھر مارنے والوں کے ساتھ کیا معاوضہ کروں۔ حسین نے کہا اُن پر رحمت کر کہ دونوں معذور ہیں۔

شیخ شبلی فرماتے ہیں کہ جب حسین دار پر پہنچے تو ابلیس نظر آیا اور سوال کیا کہ ایک انانیت میں نے کہی اور ایک تو نے۔ میں نے انا خیر کہا اور تو نے انا الحق۔ میں ملعون ہوا اور تو مرحوم اسکا سبب کیا ہے؟

ابن منصور نے کہا تو نے انا اپنے واسطے استعمال کیا اور میں نے حق کے واسطے۔ تو خود بیں ہے اور میں حق بیں۔ بس یہی امر میرے اور تیرے مراتب میں فرق کا سبب ہے۔

سفینۃ الاولیا اور **نفحات الانس** میں لکھا ہے کہ سنہ ۳۰۹ھ میں چوبیسویں ذیقعد کو سہ شنبہ کے روز ابن منصور قتل ہوئے۔ ستاونوے سال کی عمر پائی۔ مگر **صاحب مخبر الواصلین** نے قطعہ تاریخ میں دو مختلف سنہ کے مادے لکھے ہیں۔ ایک سے تو سنہ ۳۰۹ھ برآمد ہوتے ہیں جن میں جملہ مورخین کا اتفاق ہے مگر دوسرے مادے سے سنہ ۳۰ھ نکلتے ہیں۔ غالباً انھیں دونوں روایتیں پہنچیں ہونگی۔

قطعہ تاریخ از مخبر الواصلین

شاہباز ہوا سے عالم نور	ہست بیشک حسین بن منصور
بست و چارم زماہ ذیقعدہ	بود کان مہ بہ برج عدان شدہ
سلخ عاشورہ و سہ شنبہ بداں	روز قتلش باتفاق جہاں
نود و ہفت سال عمرش بود	کاں زماں زیر حضیض شد صعود
سال تاریخ قتل آں مغفور	گشت (مقتول پاک عز) مشہور
گفت تاریخ نقل او مقال	بود حلاج محو حق کامل

صاحب مفتاح التواریخ نے بھی ابن منصور کے حال میں مخبر الواصلین سے یہی قطعہ پانچواں شعر چھوڑ کر نقل کیا ہے اور چھٹے شعر کے مصرع آخر کے نیچے بجائے سنہ ۳۰۹ھ کے غلطی سے سنہ ۳۰ھ لکھدیے ہیں۔ اور قطعہ شروع کرنے سے

ملفوظات و نصائح اور وصایا اور کلمات
قدسیہ اور آخر مین ترجمہ اسرار العارفین و
سیر الطالبین شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ
علیہ کا شامل کیا ہے عہ/

تائید الاسلام - ردیہ جو مختلف ۲ نمبر ۹
نالہ بسمل حضرت بلال کے قصہ کی نقلین ۲/
اسلام مصنفہ مسٹر محمد الگزنڈر رسل ویب
ترجمہ اردو اسلام کے فضائل و حقایق فلسفیانہ
اصول پر نہایت خوبی سے ظاہر کئے ہین عمدہ سفید
ولایتی کاغذ پر طبع ہوا ہے - عہ/

ہندو مسلمانون کے مذہبی خیالات کا نمونہ
ولایتی کاغذ ۲/ ریشمی کاغذ ۱۰/

نیرنگ بدیعی - یعنی جغرافیہ جلد
اول مولفہ صاحب کا خلاصہ - سوال جواب
کی صیاں اردو ... ۱۰/

نیرنگ طبعی سوال و جواب و خلاصہ جغرافیہ
جلد سوم ۵/

رسالہ اسباب و انسداد امراض
وبائی اس مین وبائی امراض کے اسباب اور
انسداد و تشریحاً درج ہین

وظائف غوثیہ - اس کتاب مین وہ وظائف
جو کہ خاص عمل مین حضرت محبوب پاک رضی اللہ عنہ
کے تھے درج ہین - ۶/

لفافہ و کاغذ چیدہ خوشنما بیل بوٹے
نفیس و نازک تصاویر اور اون کے مناسب شعر
چھپے ہوئے ہین جو خاص ہماری مطبع کی ایجاد ہین
مختلف ۶ قسم کے لفافے اور چھ قسم کے کاغذ ہین
ہمیشہ دوست احباب کو بھیجنے اور نیز تا شادی
بیاہ اور ہر ایک خوشی کے موقعو نپر استعمال ہوتے
ہین - قیمت حسب ذیل ہی کاغذ خط ۱ دو ورق رنگین
سنہری چھپے ہوئے فی دستہ عہ/
لفافے سنہری سفید ۱۲/ کاغذ خط دو ورقہ رنگین
سیاہ چھپے ہوئے سفید ۱۲/
لفافے سیاہ ۱۰/

کلید تحریر متعلق اصول فن نقاشی تصاویر ۲/
شگوفہ صنعت با تصویر ۲۰۵ صنعتین ہین ۵/
غنچہ حرفت با تصویر - گھڑی سازی کا مفصل
بیان - ۵/

گلدستۂ ظرافت با تصویر ۵ ۵ ۲	تحفۂ تسلیم حصہ اول ۔ اس کتاب کو
مضمونوں کا مجموعہ ۲/	منشی امیر حسین صاحب تسلیم سہسوانی نے دس سال
نگارستان صنعت صنایع بدایع مصنفین ہند ۲/	کے تجربہ سے لکھا ہے اور جب سے فن کے ایجاد ہیں
بستان ظرافت دنیا بھر کی علوم تاریخی ذخیرہ ۲/	اس وقت تک اختلاف چلا آتا ہے اوسکا قول فیصل ناطق
ذخیرۃ العقبیٰ فی آثار مجلس سید المصطفےٰ ۳/	کے کلام سے کیا ہے اور جن جن صاحبوں نے
سیر افلاک آسمان کی سیر عجیب غریب حالات ۲/	اس فن میں ایجادیں کی ہیں اونکی مستند کیفیت
فصوص غیر مترجمہ تالیف محی الدین ابن عربی ۲/	لکھی ہے ۔ اس کے علاوہ تین قسم کی تاریخوں
خزانۂ اعجاز فن عروض مصنفہ شاعر ربانی نظم ۲/	کی مفصل کیفیت ہے سوا اس کے خوش و دلکش
فتوحات اسلام مرتبہ حافظ اکمل محمد جعفر خوشنویس	مثالیں بھی اساتذہ کے کلام الیسے لکھے ہیں جس سے
دیوان مصنفہ دیوان اٹھارہ رقعہ ۶	حیرت ہوتی ہے اسکو بعد مولف نے جو اختراعات انوکھے
نالۂ تمنا مصنفہ مشہور دیوان ۲۰	کئے ہیں اون کی تاریخیں مع مستخرج کیفیت لکھی ہیں
نوای ایمان نعتیہ دیوان مع مثنوی ۲/	حصہ دوم میں دو ہزار تک الفاظ تاریخی لکھے
دکھنی کی پکار پرچہ دو ماہی ہے ۱/	ہیں حصہ اول جو چھپ چکا ہے ۸/
پارۂ عم و الم مستقل حصہ پر سنہری کاغذ	حصہ دوم جو زیر طبع ہے ۸/
تاریخ تغیرات ... جو بسم تحفۂ ثانی ۲/	ناول نو محاش ۔ ترجمہ اردو ۲/

الیس ابن علی منیجر اخبار نیر اعظم مرادآباد



واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی
مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مرادآباد کی ہے
مہر مہتمم ثبت کی گئی ۔